ڈاکٹر محمود الحسن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ماجرا۔۔۔اردو ناول کے تناظر میں

Dr. Mahmood-ul-Hassan
Assistant Professor, Urdu Deptt.NUML, Islamabad.

Majra--- Through Perspective of Urdu Novel

Majra is called organized series of events which are found in a novel or tale. Tale and Majra are deeply interlinked. In fact, story is name of those elements of an event which are basic and plot come into existence from them. Hence, story, is a speech and Majra is an action through which a novelist manages to go through the central story of a novel from its beginning to an end under jungle of events that all events link each other. The research in hand entitled "Majra--- through Perspective of Urdu Novel" analyzed collective Majra with its other minute ingredients from perspectives of some important Urdu Novels.

Key Words:*Majira, Tanazar, Naqsha, Heiat, Rujhan, Dastaras, Tamaddon, Aasfia.*

منظم واقعات کا وہ سلسلہ جو کسی داستان، ناول میں پایا جائے ماجرا کہلاتا ہے۔ کہانی اور ماجرے کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کہانی دراصل قصے کے ان اجزا کا نام ہے جو بنیادی ہیں اور انہی سے پلاٹ وجود میں آتا ہے۔ یعنی کہانی خاکہ ہے اور ماجرا وہ عمل ہے جس کی مدد سے فن کار ناول کی مرکزی کہانی کو آغاز سے انجام تک واقعات کے جنگل سے یوں گزارتا ہے کہ واقعات باہم منضبط ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ مضمون میں منتخب اردو ناولوں کے تناظر میں ماجرے کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اور یہ بات جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ناول نگار کس طرح اپنے پاس موجود ناول کے مواد کو ماجرے کے قالب میں ڈھال کر قارئین تک پہنچاتا ہے۔

دنیا میں ہر چیز کی اپنی مخصوص شکل وصورت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو پہچاننے میں کسی قسم کی دقت نہیں ہوتی۔ اسی طرح ادب بھی اپنی شکل وصورت، تشکیل وبناوٹ اور ترتیب رکھتا ہے۔ اس کی جتنی بھی اقسام ہیں وہ اپنی مخصوص ہیئت رکھتی ہیں۔ جس کی بنا پر ان میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ غزل اور نظم کا فرق دو مصرعوں کی فنی

ترتیب سے لگایا جاتا ہے۔ ڈرامے میں کرداروں کے درمیان گفتگو سے کہانی ظاہر ہوتی ہے۔ افسانے کی بھی ایک ہیئت ہوتی ہے۔ اس میں مکالمے بیانیہ طرز کے ہوتے ہیں جو واقعے کو بیان کرتے ہیں۔ افسانہ نگار اپنے اسلوب اور تکنیک کی مدد سے قصے کو مکمل کرتا ہے۔ اگر اسے وسعت دے دی جائے تو یہ ناول کی ہیئت اختیار کر جاتا ہے۔ تغیر ایک قدرتی عمل ہے۔ دنیا کے ہر شے کی ماہیت میں تبدیلی کا رجحان قدرتی طور پر موجود ہے۔ علوم وفنون بھی اس کی دسترس سے بچ نہیں سکتے کیونکہ ان کا رشتہ انسان سے ہے۔ انسان کا تمدن بہر حال حالات سے وابستہ ہے اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو رہا ہے۔ اس طرح ادب میں بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔

خیالات وواقعات کو لفظوں کے قالب میں لانے کے لیے ناول نگار کا فہم وادراک اس کی مدد کرتا ہے۔ اسے حسن وجمال سے جس قدر لگاؤ ہو گا۔ اس کے موضوع میں اس قدر مٹھاس ہو گا۔ یوں سمجھئے کہ اگر خیالات وواقعات کے محاسن ذہن میں تکمیل پاتے ہیں تو ناول کا اسلوب، ماجرا اور تکنیک ایک خاص انداز میں خوبصورتی کے ساتھ اسے کاغذ پر اتارتے ہیں اور اسے ایک ہیئت عطا کرتے ہیں۔ گویا اسلوب، ماجرا اور تکنیک وہ ہتھیار ہیں جو ناول نگار کی سوچ کو وجود دینے میں معاونت کرتے ہیں۔ مذکورہ مضمون میں اردو ناول کے تناظر میں ماجرے کا مطالعہ کیا گیا ہے اور یہ بات جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ناول نگار کس طرح اپنے پاس موجود ناول کے مواد کو ماجرے کے قالب میں ڈھال کر اپنے قارئین تک پہنچاتا ہے۔

ماجرے پر گفتگو کرنے سے پہلے اس کے معنی ومفہوم کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

ماجرا(مَاجَرا)(اسم مذکر)

جو کچھ گزرا، سرگزشت

چل بھی دیے وہ چھین کر میرا قرار دل

ہم سوچتے ہی رہ گئے کہ ماجرا کیا ہے[(۱)]

فرہنگ تلفظ میں ہے:

ماجرا:احوال، سرگزشت، واقعہ، کیفیت

معاملہ، جو کچھ گزرا۔[(۲)]

فرہنگ آصفیہ کے حوالے سے:

ماجرا(ع)اسم مذکر:

۱۔ لغوی معنی جو چیز کہ جا رہی ہو۔

اصلاحی: جو کچھ کہ گزر گیا ہو۔ سرگزشت، آپ بیتی، احوال زمانہ، حال چال، خیر خبر، ذکر واذکار۔

۲۔ واقعہ، قصہ، واردات، حادثہ، سانحہ، حالت، درجہ، کیفیت (۳)

اردو۔ انگلش ڈکنشری ماجرا کے بارے میں لکھتی ہیں:

Majra (n). m. to what has happened. An event (Sarguzasht), (4)

ماجرے کے بارے میں محققین کی آرا درج ذیل ہیں:

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی ماجرے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> پلاٹ کا لفظ انگریزی زبان سے لیا گیا ہے۔ بعض اوقات ماجرا اور روئیداد کے لفظ بھی پلاٹ کے اردو مترادفات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔(۵)

ڈاکٹر ممتاز احمد خان راقم کے نام خطوط میں لکھتے ہیں:

> عام طور پر ماجرا کہانی / قصے / واقعہ یا Episode کو کہتے ہیں۔ اس کا تعلق انسانی عمل سے ہے جو ماجرا بن جاتا ہے اور داستان، افسانے Short Story ناولٹ اور ناول کے پلاٹ کے بنیاد بن جاتا ہے۔ اگر ماجرا نہ ہو تو فکشن پڑھنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ ماجرا ایک واقعہ اور پورے ناول کے قصے کو بھی کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً آنگن میں تقسیم ہند کا ماجرا ہے۔ یہ ہی اداس نسلیں اور تلاش بہاراں کا بھی معاملہ ہے جس کی شاخ سے بے شمار ضمنی ماجرے پھوٹتے ہیں۔(۶)

اردو ناول کے تناظر میں دیکھیں تو منظم واقعات کا وہ سلسلہ جو کسی داستان یا ناول میں پایا جائے ماجرا کہلاتا ہے۔ کہانی اور ماجرے کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کہانی دراصل قصے کے ان اجزا کا نام ہے جو بنیادی ہیں اور انہی سے پلاٹ وجود میں آتا ہے۔ یعنی کہانی خاکہ ہے اور ماجرا وہ عمل ہے جس کی مدد سے فن کار ناول کی مرکزی کہانی کو آغاز سے انجام تک واقعات کے جنگل میں سے یوں گزارتا ہے کہ واقعات باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔ ایک واقعہ دوسرے واقعہ سے ابھرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

ماجرا شعوری کوشش کا نتیجہ ہے اور مصنف پر منحصر ہے کہ وہ واقعات کے انتخاب اور ان کی فنی ترتیب و تعمیر کس طرح کرتا ہے۔ بعض اوقات فن کار کے پاس ناول کا مواد تو موجود ہوتا ہے لیکن وہ مواد کو ماجرے کے

قالب میں ڈھال کر اسے قاری تک پہنچا نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مرکزی کہانی کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس میں سے ضمنی کہانیاں بھی نکلتی رہیں اور تسلسل بھی قائم رہے۔ کرداروں اور واقعات میں باہمی آویزش قائم رہنی چاہیے۔ اس کے بغیر ماجرے کا وجود قریب قریب ناممکن ہے۔

جیسے ڈاکٹر ممتاز احمد نے کہا کہ ماجرا ناول کے مرکزی قصے کو بھی کہا جا سکتا ہے جسے مصنف بیان کرتا ہے اور یہ ناول کا وہ حقیقی موضوع ہے جس کے ذریعے وہ قاری تک اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ اس لیے اس میں ربط ہونا چاہیے بلکہ یوں سمجھے کہ مرکزی قصے کا کوئی واقعہ یا واقعے کا کوئی جز ماجرے میں سے نکال دیا جائے تو صرف ماجرے میں خلا ہی پیدا نہ ہو بلکہ ماجرے کی پوری عمارت منہدم ہو جائے یا سارا ناول بے معنی ہو کر رہ جائے۔

اگر اردو ناول کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے ایسے ناول ہیں جو ماجرے سے بھرپور ہیں۔ قاری انہیں اول سے آخر تک دلچسپی سے پڑھتا ہے اور بہت سے ایسے ناول بھی ہیں جن میں مرکزی قصہ مربوط نہیں۔ اس وجہ سے ضمنی قصے بے ربط ہو کر رہ گئے ہیں۔ عام قاری کو انہیں پڑھنے میں دقت پیش آتی ہے اور وہ ایسے ناولوں سے اجتناب کرتے ہیں۔

پریم چند کے بعد جب ہم عزیز احمد کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں جدت کا احساس ہوتا ہے۔ عزیز احمد نے ہوس، خون، آگ اور گریز وغیرہ جیسے ناول لکھے جو ناول کے حوالے سے نئی منزل کا پتہ دیتے ہیں۔ ایسی بلندی ایسی پستی میں ماجرے کے حوالے سے جست لگاتے ہیں اور ناول نگاری کے جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں۔ ناول کو دیکھ کر حسن عسکری جیسا محتاط نقاد بول اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اردو کا اجتماعی ناول ہے۔ ایسی بلندی ایسی پستی میں دکن کے سماجی، معاشرتی، گھریلو اور تہذیبی زوال کے ماجرے کو خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں:

> سلطان حسین پرانا مسورین تھا۔ اسے اس قدر عورتیں مل جاتی تھیں کہ شادی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا۔ مگر جب اس کی جوانی ڈھلنے لگی تو نوجوان لڑکیوں نے اس کی طرف ملتفت ہونا بند کر دیا۔ مسوری میں صرف کملا پریش برابر حق رفاقت ادا کیے جا رہی تھی۔(۷)

عزیز احمد نے مزید لکھا ہے کہ سلطان حسین ایک بمبئی سے آنے والی لڑکی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو وہ اسے کہتی ہے یہ سب وقت کا ضیاع ہے۔ اس کے بعد وہ ڈھال کے طور پر شادی کر لیتا ہے اور شادی کی آڑ میں دوسری عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔

اسی دور میں جس دوسرے نال نگار نے ہیئت، اسلوب، ماجرے اور موضوع کے حوالے سے خود کو منوایا وہ عصمت چغتائی ہے۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں خصوصاً ٹیڑھی لکیر، معصومہ، سودائی میں ماجرے اور موضوع کے حوالے سے اہم واقعات اور ان سے جڑی دوسری جزئیات کے مجموعی اسلوب سے ایک ناولاتی تخلیق تحریر کر دی۔ شوکت صدیقی نے اپنے ناول خدا کی بستی میں ہجرت کے بعد بربادی کا نشانہ بننے والے خاندان اور ان کی بد قسمتی کا ماجرا بیان کیا ہے اور ساتھ ساتھ ایسے نوجوانوں کا تذکرہ کیا ہے جو آوارگی اختیار کرنے کے بعد جرائم کی دنیا میں داخل ہو جاتے ہیں اور پھر انڈر ورلڈ کا ایک کردار ان بے گھر لوگوں کو استعمال کرتا ہے۔ اس طرح ناول کے ماجرے میں دو طبقوں یعنی سفید پوش مجرموں کے ساتھ ساتھ منفی کردار کے حامل کردار بھی سامنے آتے ہیں۔ یوں اس ناول کو بہت شہرت ملی۔ خدیجہ مستور کا پہلا ناول تاریخ کے حوالے سے ایک دستاویز بن گیا۔ اب جب کبھی بھی ناول کو موضوع کے حوالے سے پرکھا جائے گا تو ''آنگن'' کو ضرور زیر بحث لایا جائے گا۔ آنگن مسلمان گھرانوں کے سیاسی اعتبار سے مسلم لیگ اور کانگریس میں بٹ جانے، پاکستان کی طرف ہجرت اور پھر آزادی کے تمام آدرشوں کے ٹوٹ جانے کے واقعات کو مربوط ماجرے کے ذریعے بیان کیا ہے۔ مصنفہ نے یوپی کے ایک گھر کے ماجرے کو پورے ہندوستان کا ماجرا بنا دیا ہے۔

قرۃ العین حیدر نے بہت سے اہم ناول لکھے لیکن ''آگ کا دریا'' ان کا ایسا ناول ہے جس نے ان کو ناول نگاری میں امر کر دیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اس کا پھیلاؤ اور وسعت ہے۔ ''آگ کا دریا'' میں مصنفہ نے ڈھائی ہزار سالہ تاریخ کا ماجرا مختلف تکنیکوں کی مدد سے پیش کیا ہے۔ قبل مسیح سے قیام پاکستان کے بعد تک کے واقعات کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ اداس نسلیں عبداللہ حسین کا اہم ناول ہے۔ جس میں انھوں نے انگریزی عہد سے لے کر آزادی تک کے سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی واقعات کو لے کر ماجرے کو تشکیل دیا ہے۔ ناول کے اہم کردار آغا صاحب (اپنی مخصوص سوچ اور رہن سہن) اور آغا صاحب کی لڑکی کے طرز زندگی کے ساتھ ساتھ نعیم جیسے شخص کی کہانی سب مل کر ایک ایسا دلچسپ خوشی اور غمی کا منظر نامہ پیش کرتے ہیں کہ آگ کا دریا بن جاتا ہے۔ عبداللہ حسین کی جاذب نظر نثر اور مربوط ماجرا ناول کو قابل مطالعہ بناتے ہیں۔ ''خون جگر ہونے تک'' میں فضل کریم احمد فضلی نے قحط بنگال کو موضوع بنایا ہے۔ ناول کے ماجرے میں انھوں نے یہ واضح کیا ہے کہ انسان جب دو گروہوں میں بٹ جاتا ہے تو ایک گروہ انسانوں کا خون چوستا ہے اور ان کا دل درد سے خالی ہو جاتا ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ ناول کے ہیرو جمعدار صاحب کا کردار قابل تعریف ہے۔ مصنف نے خوبصورتی کے

ساتھ بنگال کے قحط کے حالات وواقعات کو مربوط انداز میں بیان کیا ہے۔ غلام الثقلین نقوی اپنے ناول "میرا گاؤں" اور سید شبیر حسین اپنے ناول "جھوک سیال" میں فنی وماجرائی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے یہاں گاؤں اپنی پوری تہذیب اور ثقافتی توانائی کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر اس کی ڈرامائی تشکیل کی پیش کش کے دوران سامعین کا جوش وخروش زوروں پر تھا۔

سقوط ڈھاکہ پاکستان کی تاریخ کا المناک واقعہ ہے۔ اس اہم واقعہ پر الطاف فاطمہ نے "چلتا مسافر"، طارق محمود نے "اللہ میگھ دے"، سلمی اعوان نے "تنہا" اور رضیہ فصیح احمد نے "صدیوں کی زنجیر" تحریر کیے۔ فنکاروں نے اپنے اپنے ناولوں کے موضوعات کو عمدگی سے بیان کیا ہے۔ واقعات کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملتی چلی جاتی ہیں۔ اس اعتبار سے مذکورہ ناول متوازن ماجرے کی اچھی مثال ہیں۔ سانحہ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے علیحدگی کا غمناک واقعہ تھا۔ متذکرہ بالا ناول اس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ماجرے کے حوالے سے ان پر تادیر بات ہوتی رہے گی۔

"راجہ گدھ" بانو قدسیہ کا مذہبی اور نظریاتی ناول ہے۔ وہ پروفیسر سہیل کے کردار کی مدد سے رزق حلال سے متعلق اسلامی تھیوری کو سائنسی طریقے سے بیان کرتی ہیں:

> مغرب کے پاس حرام وحلال کا تصور نہیں ہے اور میری تھیوری ہے کہ جس وقت رزق حرام جسم میں داخل ہوتا ہے تو وہ انسان کے جینز (Genes) کو متاثر کرتا ہے۔ رزق حرام ایک خاص قسم کی میوٹیشن (Mutation) ہوتی ہے جو خطرناک ادویات، شراب اور ریڈی ایشن (Radiation) سے بھی زیادہ مہلک ہے۔[۸]

بانو قدسیہ نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ رزق حرام کی وجہ سے ہماری آنے والی نسلوں کو پاگل پن ورثے میں ملتا ہے۔ مادیت پرستی نے انسان کے اندر سے حرام وحلال کی تمیز ختم کر دی ہے جس کی وجہ سے وہ دولت کی ہوس میں پاگل ہو گیا ہے۔ ناول کے ماجرے میں قوم کو اس کی ہوس پرستی کی وجہ سے "راجہ گدھ" کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

جنت کی تلاش کے ہیرو "امتل" کے کردار اور گفتار کے سامنے سب لاجواب ہو جاتے ہیں۔ اس ناول میں مصنف نے "امتل" کی نفسیاتی ٹوہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ "امتل" کچھ اس قسم کے خیالات رکھتی ہے:

> "زندگی کی طرح موت بھی بے معنی ہے۔"

زندگی ہر پل دھوکہ دیتی ہے جو لمحہ گزر رہا ہے وہ ہی حیات ہے۔

لیکن امتل جب خود زندگی کے عملی تجربات سے گزرتی ہے تو اس کے خیالات میں تبدیلی آجاتی ہے۔ لہٰذا اس ناول میں تجربے کو استاد مانا گیا ہے اور اس کی بالادستی کا ناول کے ماجرے میں احساس دلایا گیا ہے۔

''راکھ'' مستنصر حسین تارڑ کا اہم ناول ہے۔ ناول کا ماجرا تقسیم ہند، سقوط ڈھاکہ سے گزر کر معاشرے میں پھیلے ہوئے ان مسائل کو جاننے کی کوشش کرتا ہے جنھوں نے معاشرے کو بربادیوں میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے کردار زاہد کالیا کے ذریعے یہ بات واضح کی ہے کہ جھوٹی تاریخ معاشرے کے چہرے کو مسخ کر دیتی ہے۔ اس لیے ہمیں صحیح تاریخ پڑھانی چاہیے۔ اس ناول کے ذریعے مصنف نے نوشتہ دیوار پڑھوانے کی کوشش کی ہے۔ ''قربت مرگ میں محبت''، ''بہاؤ''، ''قلعہ جنگی''، ''جولاہا اور ڈاکیا'' بھی مستنصر حسین تارڑ کے ناول ہیں۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں جڑوں کی کھوج لگانے، نئے نئے امکانات کی تلاش اور نوشتہ دیوار پڑھ لینے پر زور دیا ہے۔

انتظار حسین کے ناولوں ''چاند گرہن''، ''بستی'' اور ''تذکرہ'' کی ہیئت چست، ماجرے کا انداز داستانی اور زبان سادہ مگر دلکش ہے۔ وہ ہندی الفاظ کے استعمال سے مکالموں کو پر اثر بناتے ہیں۔ وہ اپنی سوچ کو کرداروں کی گفتگو کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ ناول کے واقعات باہم مربوط ہیں جو اچھے ماجرے کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ناول ''خوشیوں کا باغ'' میں پلاٹ کی ترتیب اور تنظیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس میں ہماری سماجی ومعاشرتی زندگی کے بے شمار تصویریں پینٹ کر کے ایک بڑی تصویر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں کوئی قصہ نہیں ایک بڑی تصویر ہے جس میں کئی کہانیاں ہیں۔ ناول میں ماجرا کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ اول سے آخر تک کوئی ایک کہانی بھی بیان نہیں ہوئی۔ ایک کہانی بیان ہونے لگتی ہے پھر اس کے بعد دوسری کہانی شروع ہو جاتی ہے۔ ناول نگار کے خیالات منتشر دکھائی دیتے ہیں۔ واقعات بکھرے ہونے کی وجہ سے ماجرے میں روانی نہیں ہے۔ فہیم اعظمی کا ناول ''جنم کنڈلی'' ایک تجرباتی ناول ہے۔ ناول کے صفحات پر وہ معلومات بکھیرتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ یہ واقعات کی شکل اختیار کریں یا نہ کریں۔ ناول خود نوشتانہ رجحان کا حامل ہے۔ ناول بے ربط خیالات، بے ترتیب ماجرے اور منفرد اسلوب کا مظہر ہے۔ ''دائرہ'' محمد عاصم بٹ کا ناول ہے جو کہ اپنے جدید موضوع کی بدولت قابل ذکر ہے۔ اس میں ایک ''اداکار'' ماضی کی بھول بھلیوں میں گم ہو جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں دوسروں کی زندگی کی اداکاری کرتا ہوں مگر میں خود کیا ہوں؟ لہٰذا دوہری زندگی کی لہٰذا دوہری زندگی کے عذاب اور ذاتی تشخص کی پہچان کے کرب کا ماجرا اس ناول کی پہچان ہے۔

عرب پس منظر میں لکھا ہوا ناول ''العاصفہ'' ڈاکٹر حسن منظر کی تخلیق ہے۔ ناول میں زید جو کہ ایک بدو گھرانے سے تعلق رکھتا ہے کو مرکزی کردار بناتے ہوئے عرب کی سیاسی، معاشی، سماجی حالات کے ساتھ ساتھ وہاں کے ملکی قوانین، عرب شہزادوں کی عیاشیوں اور عربی خواتین کے لباس کے حوالے سے دوہرے معیار کو واضح کیا گیا ہے۔ خود زید وہاں کی ناانصافیوں کا شکار ہے اور اپنے حکمرانوں سے متنفر ہے۔ ''العاصفہ'' میں ظالمانہ وجابرانہ نظام میں پھنسے ہوئے عربوں کی معاشرتی اور خانگی زندگی کے ماجرے کو حسن منظر نے اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ ناول اپنے اندر بین الاقوامیت لیے ہوئے ہے کیونکہ اس کا قصہ پاکستان سے نکل کر عرب تک پہنچتا ہے۔ اس قسم کے مزید ناول بھی لکھے جانے چاہیں۔

دو سو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ناول کا مقصد آج بھی وہی ہے جو کبھی ابتدا میں تھا۔ یعنی ماجرا (کہانی کی سرگزشت) بیان کرنا۔ آج اتنی تبدیلیوں اور تجربات کے باوجود ناول کے بنیادی وصف میں فرق نہیں آیا۔ شہزاد منظر رقمطراز ہیں:

> ناول خواہ جس ہیئت اور اسلوب میں لکھا جائے اسے بہر حال کہانی بیان کرنا ہو گی۔ ورنہ ناول، ناول نہ ہو گا۔ نفسیات کا کیس یا صحافت بن جائے گا۔(۹)

اس اقتباس میں صرف اتنا اضافہ کروں گا کو زندگی کی حقیقتوں کا کھوج لگانا اور کائنات کے اسرار ورموز کی وضاحت کرنا بھی ناول کا مقصد ہے۔ لیکن اس کے باوجود قاری تک ان تمام تحقیقات اور تخلیقات کو ماجرے کے بغیر نہیں پہنچایا جاسکتا۔

شوپن ہار جرمنی کے مظہور فلسفی ہیں نے ناول نگار کے بارے میں کہا تھا کہ اس کا فرض ہے کہ وہ ناول میں بڑے بڑے واقعات پیش کرے اس کے ساتھ ساتھ ضمنی واقعات کو نہایت دلچسپ بنا کر بیان کرے۔ تاکہ یہ واقعات وسیع تر مفہوم اور اپنی ذات میں اہم دکھائی دیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک ایسی سوجھ بوجھ کا نام ہے جو قاری کو شعور عطا کرتی ہے۔ ''ناول کیا ہے؟'' کے پیش لفظ میں آل احمد سرور کہتے ہیں:

> ناول تعمیری صلاحیت، بصیرت، مسلسل دیکھنے اور سوچنے کی استعداد چاہتا ہے۔ افسانوں میں ایک وار اور بھرپور وار کافی ہے۔ ناول میں آرٹ، تفصیل، فصاحت اور صراحت کا آرٹ ہے۔(۱۰)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ناول کے واقعات میں تسلسل اور وضاحت ہونی چاہیے کیونکہ کہانی کے واقعات کو دلچسپ پیرائے میں بیان کرنے کا نام ہی ماجرا ہے۔ واقعات کا تسلسل اور دلچسپ انداز بیان ہی کسی ناول کی عظمت کی علامت ہے۔ ایسا ماجرا رکھنے والا ناول قاری کو اپنے سحر میں لے لیتا ہے۔ قاری ناول کو مد نظر رکھ کر اپنی اقدار کو ٹٹولتا ہے، اپنے عمل کا جائزہ لیتا ہے اور اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ حقیقت وہ نہیں ہے جو اسے تعلیم میں دی گئی بلکہ وہ ہے جو وہ ناول سے اخذ کر رہا ہے۔ یوں قاری پر حقیقت کے نئے نئے دروازے کھلتے ہیں۔

ناول نگار ناول لکھتے ہوئے دو جہتوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ ایک طرف ''ماجرا'' یعنی قصہ بیان کرنا جس کے بغیر ناول ناول نہیں رہتا۔ دوسری طرف ''حقیقت کی جستجو'' ہے۔ وہ حقائق یا مفروضات جو ناول نگار کے نظریات، خیالات یا عقائد کے مطابق ہوتے ہیں اسے ہی ناقدین ناول نگار کا نقطہ نظر کہتے ہیں۔ ناول کے قارئین، ماجرے کے بعد سب سے زیادہ زور اسی نقطہ نظر پر دیتے ہیں۔ گزشتہ ادوار میں ناول نگاروں نے بہت سے ایسے ناول لکھے ہیں کہ جن کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اردو ادب کی ترویج میں ناول نے اپنا کردار نبھایا ہے۔ بقول ڈاکٹر ممتاز احمد خان:

> گزشتہ پچیس سال میں ایسے مختصر اور طویل کینوس کے ناول منظر عام پر آئے ہیں جنھوں نے ہیئت، اسالیب، تکنیک، ماجرے اور مواد کے اعتبار سے اپنا نقش جمانے میں بحیثیت ایک بڑی صنف ادب اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔[۱۱]

اگر ہم اردو ناول کے اجتماعی ماجرے اور دیگر جزئیات کا جائزہ لیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ ناول میں ہیئت کے تجربات بھی کیے جاتے رہے ہیں۔ لہٰذا جس قدر ہم ناول کی فکری و فنی کھوج کرتے چلے جائیں گے اسی قدر نئے نئے پہلو ہم پر کھلتے چلے جائیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اسحاق جلالپوری / تاج محمد، درسی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم، ۲۰۰۴ء، ص۱۲۴

۲۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، ۲۰۰۲ء، ص۸۲۸

۳۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۸۲ء، جلد چہارم، ص۲۵۱

۴۔ Dr. S. W. Fallon, Urdu-English Dictionary, Urdu Board Lahore, Jul 1976, P ۱۰۶۲-

۵۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد،۱۹۸۵ء، ص ۲۴

۶۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، خط بنام رقام، محررہ، ۲۰ستمبر ۲۰۱۲ء

۷۔ عزیز احمد، ایسی بلندی ایسی پستی، مکتبہ جدید لاہور،۱۹۴۸ء، ص ۶۷

۸۔ بانو قدسیہ، راجہ گدھ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۲۱۶

۹۔ شہزاد منظر، پاکستان اردو ناول کے پچاس سال، مشمولہ عبارت۔ا، مرتبہ ڈاکٹر نوازش علی، دھنک پرنٹرز، راولپنڈی،۱۹۹۷ء، ص ۲۹۴

۱۰۔ آل احمد سرور، پیش لفظ، مشمولہ: ناول کیا ہے؟ ڈاکٹر احسن فاروقی / نور الحسن ہاشمی، درد اکادمی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور، ۱۹۶۴ء

۱۱۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، اردو ناول کے ہمہ گیر سروکار، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۱۹